قرآن کی نظر میں سابقہ اقوام کے تباہی کے اسباب......ایک جائزہ

محمد ساجد خان، ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنۃ، جامعہ کراچی

ABSTRACT

Cruelty is the prime reason in ruination of our past generation. And one, who performs such cruelty is also humiliated both in the present world and hereafter. When cruelty is kept on ignorance and violence has gain its popularity without realization and stopping, then such nations are wiped out and gradually replaced by others.

Looking into the situation it is true that no fix time is given to any nation who does all these sinful acts. But, time is near can be expected when cruelty has become a second neture and violence is common, it is sure that such inhabitants are closer to death and erosion One the other side if people are kind, peace loving and caring in giving the rightful justice to all those who needed then these are the people who will enjoy the amenities given by God both in this world and hereafter, which is also verified from Qur'an and Hadiths

انسانی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اقوام کی ترقی وتنزلی کے پیچھے کچھ اصول واسباب ہمیشہ سے کارفرما رہے ہیں، دنیا میں کئی عظیم الشان تہذیبیں ابھریں اور پھر مٹ گئیں، جیسے عاد، ثمود، سبا وغیرہ۔اسی طرح عروج وزوال کی بھی کئی داستانیں رقم ہوئیں جن سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔قومیں کیسے تباہی و بربادی سے دوچار ہوئیں؟ ان کی عظیم الشان تہذیبیں اور طاقت وقوت کے مراکز کیسے زمین بوس ہو گئے؟ وہ کون سے ایسے اسباب تھے جن کی وجہ سے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا؟ ایسی اقوام جو کہ تباہی و بربادی سے دوچار ہوئیں ان کے قصص قرآن حکیم ہمیں سناتا اور سمجھاتا ہے اور ساتھ اس بات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، قرآن حکیم کا مقصود محض قصص وواقعات بیان کر کے تفریح طبع مقصود نہیں بلکہ اس میں پوشیدہ اور ظاہر نصائح پر غور کر کے اپنی لئے منزل مقصود سے ہمکنار ہو کر اخری فلاح کا سامان تیار کرنا چاہیے۔تا کہ جو گزرے ہوئے تلخ واقعات دنیا میں رونما ہوئے وہ دوبارہ نہ دہرائے جائیں، اور ان اسباب سے بھی دور رہا جائے، جو ان واقعات کے پیدا ہونے کا سبب بنے۔ان واقعات اور قصص کے مقصود کے بارے میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی تحریر فرماتے ہیں:

’’قرآن عزیز کی یہ سنت ہے کہ وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے گذشتہ اقوام اوران کے ہادیوں کے واقعات وحالات بیان کر کے نصیحت وموعظت کا سامان مہیا کرتا ہے، اس کا موضوع حکایات وقصص بیان کرنا نہیں ہے، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جب انسان کو عقل کی روشنی عطا فرمائی ہے تو اس کی ہدایت ونجات اخروی کا کیا سامان مہیا کیا ہے تا کہ وہ ان اسباب کی مدد سے اپنی عقل سے کام لے، اور خدا کی مرضیات ونا مرضیات کو پہچانے، اس نے بتایا کہ خدائے تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ان ہی میں سے پیغمبر اور رسول بھیجتا ہے وہ ان کو راہ حق بتاتے ہیں اور ہر قسم کی گمراہی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور تائید میں اقوام وامم کے واقعات بیان کرتا ہے اور تاریخ ماضی کو دہراتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ جن اقوام نے اپنے رسولوں کی ہدایات کو تسلیم کیا انہوں نے دنیا وآخرت کی فلاح پائی اور جن امتوں نے ان کی تلقین کا انکار کیا ان کا مذاق اڑایا اوران کو جھٹلایا تو خدائے تعالیٰ نے اپنے سچے رسول کی تصدیق کے لئے کبھی بطور خود اور کبھی قوم کے مطالبہ پر ایسی نشانیاں نازل فرمائیں جو نبیوں اور رسولوں کی تصدیق کا باعث بنیں اور ’’معجزہ‘‘ کہلائیں۔ لیکن اگر قوم نے اس نشانی ’’معجزہ‘‘ کے بعد بھی تکذیب کو نہ چھوڑا اور بغض وعناد سے وہ انکار پر اڑے رہے تو پھر عذاب الٰہی نے آ کر ان کو تباہ وہلاک کر دیا، اوران کے واقعات کو آنے والی اقوام کیلئے عبرت وموعظت کا سامان بنا دیا‘‘(1)

خالق کائنات ہمیشہ اپنے بندوں کو نصیحت کرتا ہے اوران کو نصیحت کے ذریعے برے کاموں سے باز آنے کی تلقین کرتا ہے تا کہ وہ باز آ جائیں، اس کے علاوہ ان کی ہدایت واصلاح کے لئے اپنے پیارے اور محبوب بندوں انبیاء علیہم الاسلام کو بھی مبعوث فرماتا ہے، اور انبیاء کرام بھی اپنے فرائض منصبی کے مطابق ان قوموں کو بھرپور دعوت دیتے اوران کو سمجھاتے ہیں اور ساتھ ان کی اصلاح کی بھی حد درجہ کوششیں کی جاتی ہیں، قرآن حکیم انبیاء کرام کی دعوت کو اس انداز سے بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنِّیٓ أَعِظُکَ أَن تَکُونَ مِنَ الْجَاهِلِینَ.(2)

’’میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادانوں میں سے نہ ہو جاؤ‘‘

ہر نبی نے اپنی قوم کو ہر انداز اور ہر ممکن طریقے سے سیدھے راستے پہ لانے کی کوشش کی ہے اوران کو سمجھانے کے لئے مثالیں بھی دی جیسے کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے قوموں کے عروج وزوال کی مثالیں دی ہے، ان کی کامیابی اور ناکامی کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے بعض جگہ ایسی ہیں جہاں قوموں کا ذکر ہے تو ان کے طرف بھیجے جانے والے انبیاء کا ذکر نہیں، اور جہاں انبیاء کا ذکر ہے تو وہاں قوموں کا ذکر نہیں، تا کہ ان کی مظلومیت کا کوئی شائبہ بھی نہ رہے اور باوجود

طاقت کے اللہ کے غضب اور قہر کے سامنے بھی نہ ٹھہر سکیں ،اللہ رب العالمین اس بابت ایک قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلاً وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ.(3)

''اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے تھے سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم ،اور ان کے پیچھے ہم ہی ان کے وارث ہوئے''

اقوام سابقہ کی تباہی کے اسباب:

قرآن حکیم میں بیان کردہ قصص وواقعات میں اقوام کی ہلاکت کے اسباب کی تحقیق و تجزیہ کیا گیا ہے جس میں ان اقوام پر آنے والے عذاب اور ان کی تباہی و بربادی کی تفصیلات اور وجوہات سامنے آئیں۔اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم نے مختلف مقامات پہ قوموں پہ عذاب مسلط ہونے کی وجوہات مختلف بیان کی ہیں۔جن میں سے جو اہم ترین وجوہات اور اسباب سامنے آتے ہیں۔ان کی تفصیل ذیل میں پیش خدمت ہے:

(1) نظام سرمایہ داری کی حامل اقوام

نظام سرمایہ داری وہ نظام ہے جو انسان کی حیثیت واہمیت مال و دولت کے مقابلے میں انتہائی کم کر دیتی ہے اور معاشرے میں ان ہی لوگوں کا سکہ چلتا ہے جو قوت ثروت کے مالک ہوتے ہیں۔نظام سرمایہ داری اللہ تبارک وتعالی کے ہاں ایک ناپسندیدہ نظام ہے اور اس نظام کی حامل اقوام کو ہلاکت سے دوچار کر دیا گیا ہے۔سرمایہ دارانہ نظام کے حامل اقوام کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے:

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاء عَلَيْهِم مِّدْرَاراً وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْناً آخَرِينَ(۴)

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیئے کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور ان پر آسمان سے لگاتار مینہ برسایا اور نہریں بنا دیں جو ان کے مکانوں کے نیچے بہہ رہی تھیں پھر ان کو انکے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ان کے بعد اور امتیں پیدا کر دیں''

گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ گواہ ہے کہ انبیاء سابقین اور اولوالعزم لوگوں کی مخالفت میں اکثر متمول اور حیثیت رکھنے والے طبقات پیش پیش رہے جنہوں نے قوموں کو اپنی مٹھی میں بند کر کے ان کو اپنا غلام بنایا ہوا تھا جیسے کہ ''انبیاء کرام کی مخالفت برسراقتدار طبقے نے اس بناء پر کی کہ یہ پیغام ان کے اقتدار کے لیے موت کا اعلان کا درجہ رکھتا تھا، اخوت اور مساوات کے تصورات ان کے سیادت (سرداری) کے خاتمہ کے مترادف تھے'' (۵)

(2) ظالم اقوام:

وہ قومیں جو معاشرے میں اپنا رعب ودبدبہ قائم رکھنے کے لئے معاشرے کے کمزور افراد پر ظلم ڈھاتی ہیں اور ان کو ان کے جائز حق سے محروم کرتی ہیں ایسے اقوام اور بستیوں کے بارے میں قرآن حکیم ان کو ہلاک کرنے کی خبر دیتا ہے:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولاً يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ(٦)

''اور تیرا رب بستیوں کو اس وقت تک ہلاک کرنے والا نہیں جب تک نہ بھیج دے ان کے صدر مقام میں اپنا رسول جو پڑھ کر سنائے ان کو ہماری آیات اور ہم (اس وقت تک) بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے جب تک ان کے بسنے والے خود ہی ظلم پر نہ اتر آئیں''

لفظ ظلم کی تحقیق:

ظلم کیا ہے اور اس کے معنی ماہرین لغت نے کیا ذکر کئے ہیں تو لفظ ظلم کے متعلق امام راغب لکھتے ہیں:

والظلم عند اهل اللغة وكثير من العلماء وضع الشئى فى غير موضعه المختص به اما بنقصان او بزيادة واما بعدول عن وقته اومكانه ومن هذا يقال ظلمت السقاء اذا تناولته فى غير وقته ويسمى ذلك اللبن العظيم.(٧)

''اہل لغت اور اکثر علماء کے نزدیک ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کے مخصوص مقام پہ نہ رکھنا خواہ کمی یا زیادتی کے ساتھ، اسے اس کے صحیح وقت یا اصلی جگہ سے ہٹا کر اسی سے ظلمت السقاء کا محاورہ ہے جس کے معنی ہے مشکیزہ میں دودھ جمنے کے لئے رکھا اور دہی بننے سے پہلے ہی پی لیا''

اسی طرح غلام پرویز، تبویب القرآن، میں ''لفظ ظلم'' کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''ظلم کے بنیادی معنی ہیں جس چیز کو جس مقام پر اور جس طرح ہونا چاہئے، اسے اس مقام پر اور اس طرح نہ رہنے دینا۔ لفظ ظلم کی اس جامع تعریف میں ہر قسم کی بے انصافی، دھاندلی، استبداد آجاتے ہیں۔ کسی کے

حقوق میں کمی کرنا، کسی کا واجب ادا نہ کرنا، کسی کا حق نہ دینا، اور یوں اس پر زیادتی کرنا۔ یہ سب باتیں اس کے اند آجاتی ہیں۔قرآن کریم میں یہ لفظ بکثرت آیا ہے اور اس سے مراد قانون شکنی، حدود فراموشی، دوسروں کی ملکیت پر ناجائز تصرف کرنے والے، دوسروں کے واجبات کو پورا پورا ادا نہ کرنے والے، ودسروں کی محنت کو غصب کر لینے والے''(۸)

ظلم کے تعریف قرآن کی رو سے:

مختلف ماہرین لغت کی نظر میں ظلم کی تعریف ذکر کرنے کے بعد قرآن کریم کی نظر میں ظلم کی تعریف پر نظر کرتے ہیں تو قرآن حکیم ظلم کی تعریف اپنے الفاظ میں کچھ یوں بیان کرتا ہے۔قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُون.(۹)

''جولوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ ظالم ہیں''

مذکورہ آیت کریمہ ظلم کے حوالے سے جامع تعریف بیان کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں وہ سارے احکامات آجاتے ہیں جن کا تعلق انسان کی سماجی، معاشی، معاشرتی، سیاسی زندگی وغیرہ کے ساتھ بنتا ہے ان میں سے کسی بھی حکم سے روگردانی کرنا ظلم کے مترادف ہے۔

(3) دنیا کے دلدادہ:

وہ اقوام جو محض دنیاوی زندگی میں دنیا میں رہ کر ہی دنیا کو مقصود حیات سمجھے اور مستقل اقدار کا خیال نہ رکھے، اخروی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے اس کو بھلادے۔تو ایسی اقوام کا بھی تباہی و بربادی کے سواء کچھ بھی مقدر نہیں ہوتا۔ایسی ہی اقوام کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الَّـذِيْـنَ كَـفَـرُوا لَـن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَ أَوْلاَدُهُم مِّنَ اللّٰهِ شَيْئاً وَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّـارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَـذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُواْ أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلَـكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُون(۱۰)

جولوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد خدا کے عذاب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے اور یہ لوگ اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔یہ جو مال دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اسے تباہ کردے اور خدا نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

(4) عدم انصاف:

اکثر اقوام معاشرے میں بے انصافی روا رکھنے کی وجہ سے ہلاک کی گئی ہیں۔ سابقہ اقوام پہ عذاب آنے کے اسباب میں سب سے اہم اور بڑا سبب بھی یہی تھا یعنی انہوں نے اپنے معاشروں میں عدم توازن قائم کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بے انصافی سے اللہ کی مخلوق کو ستایا جاتا ہے تو پھر غضب الٰہی سے وہ قوم نہیں بچ سکتی۔

قرآنی تعلیمات:

قرآن حکیم ظلم کے مقابلے میں معاشرے میں عدل کی تعلیم دیتا ہے یعنی انسانی معاشرے میں انفرادی سطح پر باہمی لین دین میں عدل ہو، اور اجتماعی سطح پر تمام انسانوں کے ساتھ عدل و احسان کا برتاؤ ہو، کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں نہ لے سکے اور ساری مخلوق خدا امن، سکون و عافیت کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ (11)

''بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے''

قرآن کریم ایک رحیم و کریم ذات کا تصور دیتا ہے، جو تمام مخلوقات کا پالنے والا ہے، وہ تمام مخلوقات سے محبت کرتا ہے ان کی تمام ضرورتوں کا خیال کرتا ہے۔ لہٰذا خدا ایسے افراد، گروہ، اقوام کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے جو اس کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے اور جو معاشرہ انسانی میں ظلم و جبر روا رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (12)

''بیشک اللہ ذرا برابر بھی ظلم نہیں کرتا''

مزید اس کی تائید کے متعلق قرآن حکیم پھر فرماتا ہے:

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْماً لِّلْعَالَمِيْنَ(13)

''اور اللہ جہاں والوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا''

اس آیت میں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہاں والوں کی بات کی ہے یعنی اس میں تمام انسان مسلمان، غیر مسلم، جاندار، بے جان سب شامل ہیں یعنی تمام جہاں میں بسنے والوں کو بلا تفریق ظلم سے محفوظ رہنے کی بشارت ملی ہے۔ قرآن حکیم سارے انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (14)

''اور یہ کہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے''

اب قرآن حکیم جہاں خالق کائنات کے رحم وکرم کا تصور دیتا ہے وہاں ظلم کرنے والوں کی مذمت بھی کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ درس بھی دیتا ہے کہ وہ خدائے واحد جو معاشرہ انسانی میں کسی طرح کا بھی ظلم نہیں کرتا اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے اس کی منشا یہ ہے کہ معاشرہ انسانی میں رہنے والے جملہ انسان بھی دوسرے انسانوں پر ظلم نہ کریں، ان سے رحم وکرم اور محبت کا رویہ اپنائیں، قرآن حکیم ان ظالموں کی مذمت کرتا ہے جو معاشرے میں انسانوں کی گردنوں کے مالک بن جانے کا دعوی کرتے ہیں اور معاشرہ میں انسانوں کو ظلم واستبداد کے ذریعے دبا کر رکھتے ہیں۔ ارشاد قرآنی ہے۔

اِنَّهُ لاَ یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ(15)

''بیشک وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

قرآن حکیم ظالموں کو جو معاشرے میں انسانوں کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی گروہ سے ہو ان کو ان الفاظ میں متنبہ کرتا ہے:

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِیْنَ (16)

''اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے''

قرآن حکیم کی انسانی معاشرے سے محبت اور رحمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے اس نے معاشرے میں ظلم وستم کرنے والے فتنہ وفساد پھیلانے والے افراد، گروہوں اور نظاموں کی مذمت کرتے ہوئے انہیں سخت اور عبرتناک سزا دینے کی وعید سنائی ہیں، اور وہ بھی ایسی سزائیں جن کے تصور سے روح کانپ جاتی ہے ارشاد قرآنی ہے:

اِنَّـا أَعْتَـدْنَـا لِـلظَّالِمِیْنَ نَاراً أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِن یَسْتَغِیْثُوا یُغَاثُوا بِمَاء كَالْمُهْلِ یَشْوِیْ الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءتْ مُرْتَفَقا (17)

''ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے ہونگی اور اگر پانی طلب کرینگے تو ایسے پانی سے ان کی فریادرسی کی جائیگی جو تیل کے تل چھٹ کی طرح ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا یہ پانی برا ہے اور یہ ٹھکانہ برا ہے''

قرآن کریم کا ظالموں سے ابدی خطاب:

قرآن کریم معاشرہ میں ظلم چاہے وہ معاشی ہو یا معاشرتی، انفرادی ہو یا اجتماعی، چاہے کسی بھی طرح کا ظلم ہو قرآن کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہے اور قرآن حکیم ظالموں کو جس انجام کی خبر سناتا ہے وہ یہ ہے۔

لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَلِکَ نَجْزِیْ الظَّالِمِیْنَ(18)

''ان کے لئے جہنم کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر بالا پوش اور ہم سرکشوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں''

اورعلاوہ اس کے قرآن حکیم کھلے عام ظالموں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے عبرتناک انجام کی خبر دیتا ہے ارشاد ہوتا ہے:

أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ (19)

''سن لو ظلم کرنے والے ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے''

اور بالآخر ظلم کا انجام ہلاکت ہی ہے۔ ارشاد الہٰی ہے:

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُواْ وَجَاءتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ.(20)

''اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہ گاروں کو اسی طرح کا بدلہ دیا کرتے ہیں''

فرعون کے ظلم کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ.(21)

''بلاشبہ فرعون ملک میں جبر اور ظلم کرنے لگا تھا۔ اور اس نے وہاں کے رہنے والوں کو (مختلف) گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ واقعی وہ فساد مچانے والوں میں سے تھا''

جو معاشرے کے لئے جبر واستبداد کا باعث بنے۔ ان سے متعلق قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلاَ تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌوَلاَ تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُواْ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللّهِ مِنْ أَوْلِيَاء ثُمَّ لاَتُنصَرُونَ''(22)

''پس آپ ثابت قدم رہیئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ بھی ثابت قدم رہیں جنہوں نے آپ کی معیت میں رجوع کیا ہے اور (اے لوگو) تم سرکشی نہ کرنا بے شک تم جو کچھ کرتے ہو وہ اسے خوب دیکھ رہا ہے اور تم ایسے لوگوں کی طرف مت جھکنا جو ظلم کر رہے ہیں ورنہ تمہیں آتش دوزخ آ چھوئے گی اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا پھر تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی''۔

سابقہ ظالم معاشروں کا انجام اور موجودہ معاشرے کے لیے اس میں تعلیمات:

قرآن حکیم گذشتہ اقوام کے واقعات بیان کرتا ہے کہ جن قوموں نے ظلم وجبر اور انسانی حقوق کی پامالی جاری

رکھی، تو انہیں عذاب کے ذریعے تباہ کر دیا گیا یعنی جہاں انسانی حقوق ٹوٹے وہاں عذاب الٰہی آیا۔ گویا یہ بات طے ہے کہ فقط عقیدے کے بدلنے سے خدا کے عذاب معاشرے میں رونما نہیں ہوتے۔ مگر انسانی حقوق جب پامال ہو رہے ہوتے ہیں تو عذاب آتا ہے۔ اگر کوئی قوم عدل کا نظام استوار رکھتی ہے مگر عقیدہ کفر کا رکھتی ہے تو تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ایسی اقوام پر عذاب نہیں آیا اسی حقیقت کی طرف درج ذیل قرآنی آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فَلَوْلاَ كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُوْلُواْ بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الأَرْضِ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مَا أُتْرِفُواْ فِيهِ وَكَانُواْ مُجْرِمِينَ. وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُون.(23)

''سو تم سے پہلے امتوں میں ایسے صاحبان فضل و خرد کیوں نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد انگیزی سے روکتے بجز ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے جنہیں ہم نے نجات دے دی اور ظالموں نے عیش و عشرت (کے اسی راستے) کی پیروی کی جس میں وہ پڑے ہوئے تھے اور وہ عادی مجرم تھے اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلماً ہلاک کر ڈالے درآں حالیکہ اس کے باشندے نیکوکار ہوں''

اسی طرح جو قومیں ابدی صداقتوں پہ ایمان اور یقین نہیں رکھتی وہ تباہ ہو جاتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ.(24)

''تو انہوں نے جھٹلایا ہود کو سو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا بیشک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے''

اکثر قومیں اپنے جرائم کی وجہ سے ہلاک ہوتی ہیں۔ ارشاد قرآنی ہے:

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِين.(25)

''بھلا یہ اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہین ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ بیشک وہ گنہ گار تھے''

وَتِلْكَ الْقُرَى أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِداً.(26)

''اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا اور ان کی تباہی کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا تھا''

لیڈران قوم جن کو خدا نے نعمت عطا کی ہوتی ہے وہ خود اور اپنے قوم کو کفران نعمت کی وجہ سے جہنم میں لے جاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُواْ نِعْمَةَ اللّهِ كُفْراً وَأَحَلُّواْ قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ.(27)

''کیاتم نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کوناشکری سے بدل دیااوراپنی قوم کوتباہی کے گھراتارا''

اللہ تعالیٰ نے جن اقوام کوان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاکت اورتباہی سے دوچار کیاوہ قوم دوبارہ جینے کی قابل نہ ہوسکی۔ارشادقرآنی ہے:

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لاَ يَرْجِعُون.(28)

''کیاانہوں نےنہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سےلوگوں کو ہلاک کردیا تھااب وہ ان کی طرف لوٹ کرنہیں آئیں گے''

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ نکلا کہ سابقہ اقوام کی تباہی وبربادی میں جواہم کردار ہے وہ ظلم ہے،اورظالم معاشرہ دنیاوعقبی میں ذلت کا شکار ہوگا۔اقوام جب اجتماعی سرکشی،ظلم اور بغاوت پرآمادہ ہوجاتی ہیں اوراس پرپیہم اصرارکرتی رہتی ہیں تو پھر قہر وغضب خداوندی اس کوصفحہ عالم سے مٹادیا کرتا ہےاوراس کی جگہ دوسری قوم لے لیتی ہے۔اورکہیں زیادہ رفاہیت اورخوش عیشی عذاب وہلاکت کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوجاتی ہے۔

ان تمام وجوہات کے بعداقوام کے لئے اس کی تباہی وبربادی کی مدت متعین نہیں ہوتی بلکہ گھبرادینے والی مدت ہی کیوں نہ ہومگر جب دنیوی کامرانیوں اورعیش پرستی کے ساتھ ظلم،سرکشی اورغرورکسی قوم کامستقل شعار بن جائے تو سمجھ لیناچاہئے کہ اس کی تباہی وہلاکت کاوقت قریب آپہنچا۔

دوسری طرف ان تمام عیش پرستی کے ساتھ اگراقوام خدا کے شکرگذارہوں،بندگان خدا کے ساتھ انصاف کرنے والےاورباہم حسن نیت اورخیرخواہی پرعمل پیراہوں توبلاشبہ وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوں گےاورقرآن حکیم اوراحادیث مبارکہ میں ان ہی لوگوں کودنیاوآخرت کی کامرانیوں کی بشارت ہے۔اوران ہی کے لئے یہ دنیوی عیش خدا کے باغات اورنعمتوں علامت ہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

1- حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا، قصص القران، کراچی، دارالاشاعت، ۱۳۶۰ھ، ص ۱۲۷ تا ۱۲۸

2- القران الکریم:۱۱:۴۶

3- القران الکریم:۲۸:۵۸

4- القران الکریم:۶:۶

5- سید، ابوالخیر کشفی، حیات محمدی قرآن حکیم کے آئینے میں، دادابھائی فاؤنڈیشن، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۴۲

6- القران الکریم:۲۸:۵۹

7- امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن فی غرائب القرآن، کراچی، اصح المطابع، ۱۹۶۱ء، ص ۳۱۸

8- غلام پرویز، تبویب القرآن، ''لفظ ظلم''، لاہور، ادارہ طلوع اسلام، ج ۲، ص ۹۸۶

9- القران الکریم:۲:۲۲۹

10- القران الکریم:۳:۱۱۶تا۱۱۷

11- القرآن الکریم:۱۶:۹۰

12- القرآن الکریم:۴:۴۰

13- القرآن الکریم:۳:۱۰۸

14- القرآن الکریم:۲۲:۱۰

15- القرآن الکریم:۷:۵۵

16- القرآن الکریم:۶:۵۸

17- القرآن الکریم:۱۸:۲۹

18- القرآن الکریم:۷:۴۱

19- القرآن الکریم:۴۲:۴۵

20- القران الکریم:۱۰:۱۳

21- القرآن الکریم:۲۸:۴

22- القرآن الکریم:۱۱:۱۱۲تا۱۱۳

23- القرآن الکریم:۱۱:۱۱۷،۱۱۶

24- القران الکریم:۲۶:۱۳۹

25- القران الکریم:۴۴:۳۷

26- القران الکریم:۱۸:۵۹

27- القران الکریم:۱۴:۲۸

28- القران الکریم:۳۶:۳۱